Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb (MIFT)
Volume 4 Issue 1, Spring 2024
ISSN(P): 2790 8216 ISSN(E): 2790 8224
Homepage: https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift

Article QR

خدمتِ خلق کا اسلامی تصور اور NGOs: پاکستانی معاشرے کے تناظر میں اختصاصی مطالعہ

Title:	**Islamic Notion of Human Services and Role of NGOs: A Study in Pakistani Perspective**
Author (s):	Hafiz Amir Mehmood [1], Sajid Iqbal Sheikh [2]
Affiliation (s):	1 University of Management and Technology, Lahore, Pakistan. 2 University of Management and Technology, Lahore, Pakistan.
DOI:	https://doi.org/10.32350/mift.41.03
History:	Received: Jan 22, 2024, Revised: Mar 27, 2024, Accepted: April 13, 2024, Published: June 26, 2024
Citation:	Mehmood, Hafiz Amir and Sajid Iqbal Sheikh. “Islamic Notion of Human Services and Role of NGOs: A Study in Pakistani Perspective.” *Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb* 4, no. 1 (2024): 26–48. https://doi.org/10.32350/mift.41.03
Copyright:	© The Authors
Licensing:	This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest

A publication of
Department of Islamic Thought and Civilization, School of Social Sciences and Humanities
University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

خدمتِ خلق کا اسلامی تصور اور NGOs: پاکستانی معاشرے کے تناظر میں اختصاصی مطالعہ

Islamic Notion of Human Services and Role of NGOs: A Study in Pakistani Perspective

Hafiz Amir Mehmood*
University of Management and Technology, Lahore, Pakistan.

Sajid Iqbal Sheikh
University of Management & Technology, Lahore, Pakistan.

Abstract

This study explores the Islamic notion of humanitarianism and the crucial role played by Non-Governmental Organizations (NGOs) in providing these services within the context of Pakistan. Pakistan, being a predominantly Muslim country, offers a unique backdrop to examine the intersection of Islamic principles and modern-day humanitarian efforts through NGOs. The primary objective of this research is to understand how Islamic principles and values influence the provision of human services and the activities of NGOs in Pakistan. The study adopts a multidisciplinary approach, incorporating insights from Islamic ethics, sociology, and the functioning of NGOs to shed light on the dynamics of humanitarian work in the country. The research methodology consists of content analysis in qualitative paradigm of relevant literature and NGO activities. By analyzing the data, this study aims to address the following key issues about Islamic principles of social justice, involvement of NGOs in Pakistani context, challenges and opportunities. The findings of this research aim to contribute to the existing literature on Islamic ethics, humanitarianism, and the role of NGOs in Muslim-majority countries, with a specific focus on Pakistan. By gaining a deeper understanding of how Islamic values intersect with contemporary humanitarian efforts, policymakers, NGOs, and scholars can better tailor their strategies to address the pressing social and economic challenges facing Pakistani society, while also providing insights for similar contexts worldwide.

Keywords: Islam & humanitarianism, non-Governmental organizations (NGOs), conspiracy issues, Pakistani perspective.

۱. تمہیدی کلمات

اسلامی تعلیمات اس درجہ موصوف ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خدمت خلق اور انسانی چارہ گری کو دین میں عبادت قرار دیا ہے اور مزید بر آں قربِ ربانی اور روحانیت کے عظیم المرتبت درجات پر فائز ہونے کا بہترین راستہ خدمت خلق خدا میں ہے۔ اسلامی شریعت وہ واحد مذہبی نظام ہے جو غریبوں ،مسکینوں ،یتیموں ،ضرورت مندوں اور ناداروں کی مدد کرنے کو جنت کا ذریعہ، غلطیوں کا کفارہ ، روحانی کو تاہیوں کا ازالہ اور اللہ کی رضاکے حصول کا طریقہ بتاتا ہےاسی لیے اسلام میں خدمت خلق اور رفاہی کام عبادت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انسانوں کی خدمت کرنا تو کجابلکہ اسلام نے تو بھوکے پیاسے جانوروں کو چارہ ڈالنے اور پانی پلانے کے عمل کو بھی آخرت میں نجات کا ذریعہ بتایا ہے۔

*Corresponding author: hafizamir۰۰۲۲@gmail.com

اسلام نے خدمت خلق اور رفاہی کاموں کی ذمہ داری معاشرے میں موجود ہر اس فرد کے لیے ضروری قرار دی ہے جس کو اللہ تعالی نے ہر وہ صلاحیت عطا فرمائی ہے جس کے ذریعہ وہ دوسرے لوگوں کے لیے راحت وسکون پیدا کر سکے اور ان کی مشکلات کو ختم کرنے میں اپنی دولت و قوت اور صلاحیت بغیر کسی صلہ اور احسان کے استعمال کرے اگر وہ صلاحیت ہونے کے باوجود دوسرے لوگوں کی مدد نہیں کرتا تو اسلام ایسے آدمی کو کامیاب نہیں کہتا بلکہ وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ خود بھی تباہ ہو گا۔

مہاجرین مکہ جس زبوں حالی اور حوادث کفار کا شکار ہو کر مدینہ منورہ پہنچے اس حالت زار سے بلند ہونا ایک ناممکن امر نظر آتا تھا لیکن اسلام اور حضور صلیٰ اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی رہنمائی میں انصار مدینہ نے جس ہمدردی وایثار کا مظاہرہ کیا وہ تاریخ عالم میں بے نظیر ہے۔ مدینہ منورہ میں جس اسلامی ریاست کی داغ بیل ڈالی گئی، اس کے تحریری دستور کا مطالعہ کیا جائے تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ آپ ﷺ کے پیشِ نظر کیسے معاشرے کا قیام تھا؟ ہجرت کے بعد اولین اقدامات میں قبا اور مدینہ میں مساجد کی تعمیر کے ساتھ مواخات کا وہ عظیم کارنامہ سامنے آتا ہے جس میں مہاجرین کو انصار نے اپنی محبت بھری آغوش میں لے لیا۔ انفاق فی سبیل اللہ کی تعلیمات نے اسلامی ریاست میں اوقاف کے قیام کے ایک ایسی روایت کو قائم کیا جس نے مسلم معاشرے اور اسلامی ریاست کے قیام کے مقاصد کو واضح کر دیا۔

اِس دنیا میں بہت سے مذاہب کے پیروکار ہیں۔ انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں پر مذہب کے بہت گہرے اثرات ہوتے ہیں۔ تمام مذاہب کی تعلیمات کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ بنی نوع انسان کے اطمینان وسکون اور فلاح کو ممکن کیا جائے۔ ان مذاہب کی درست سمجھ بوجھ رکھنے والے پیروکاروں کی بھی یہی کوشش رہی ہے کہ افراد کے فکر وعمل کو مذہبی تعلیمات کی روشنی میں اس قابل بنایا جائے کہ ان کے ذریعے معاشرہ ترقی کر کے ایک پر سکون اور خوشحال معاشرہ بن سکے۔ مذہبی تعلیمات کا بہت سا حصہ ایسی تعلیمات پر مشتمل ہے جن کے ذریعے سماجی بہبود کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔ موجودہ دور میں جہاں انسان روحانی کشمکش میں مبتلا ہے وہیں وسائل کی کمی، غربت و افلاس اور دیگر وجوہات کی بنا پر انسانوں کی کثیر تعداد بنیادی ضروریات سے بھی محروم ہے۔ پسماندہ ممالک میں صورت حال اور بھی نازک ہے۔ کئی بچے ہیں جو بنیادی تعلیم سے بھی محروم ہیں اور کم عمری میں مزدوری کر کے زندگی گزارنے کے لیے مجبور ہیں۔ ان حالات میں تمام مذاہب کے علماء کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ وہ اپنے مذاہب کی ان تعلیمات پر زور دیں جن کی روشنی میں بنی نوع انان کی فلاح وبہبود بنایا جاسکے۔

۲. فقہ السیرۃ کا معنی و مفہوم

۲.۱ خدمت کا مفہوم

"خدمت کا لفظ خَدَمُتہ یاخ، دمَتہ سے بنا ہے۔ جس کے معنی تابعداری، اطاعت اور خدمت کرنے کے ہیں۔"[1]

[1] محمد امیر شاہ قادری گیلانی، **انوارِ غوثیہ شرح الشمائل النبویۃ**، عظیم پبلشنگ ہاؤس، پشاور، ۱۹۷۶ء، ص: ۴۱۲

"نوکری چاکری، ملازمت، ٹہل، سیوا۔"[2] "نوکری چاکری، کسی کا کام کاج کرنا، حکم بجا لانا، محنت اور کار گزاری خدمت کہلاتی ہے۔"[3]
"نوکری، ٹہل، ملازمت، کام، کارِ لازمی، کارِ متعلقہ، فرض، عہد، روبرو اور اطاعت کرنا یہ سب کچھ خدمت کے ہی زمرے میں آتا ہے۔"[4]

اس کے علاوہ بھی لفظ خدمت بے شمار معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

۲.۲ خلق کا معنی

"خلق کے معنی ہیں: خلقت، دُنیا کے لوگ، مخلوق اور اس کی جمع خلائق ہے۔"[5] "پیدا کردہ دُنیا، عالمِ اجسام، مخلوق، دُنیا کے لوگ اور پیدا کرنے کا عمل خلق کہلاتا ہے۔"[6] "ایک جگہ خلق کے معنی کچھ اس طرح بیان ہوئے ہیں: لوگ، مخلوق اور خلقت۔"[7]

۲ء۳ خدمتِ خلق کا مفہوم

ے خدمِ خلق کا جذبہ ہے رضا کاروں میں
یہ ہیں بہبودِ خلائق کے طلب گاروں میں

"خدمتِ خلق کے معنی مخلوق خدا کی بہبود، خدمت، دیکھ بھال، سماجی کام اور رفاہِ عامہ۔ کا کام کے ہیں۔ تصوف کا مقصد خدمتِ خلق اور مخلوق کی بہتری میں لگے رہنا ہے۔"[8]

خدمت خلق کے معنی ہیں اللہ تعالی کی مخلوق کے کام آنا۔ یعنی اہلِ حق کے حقوق کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق سرانجام دینا خدمتِ خلق کہلاتا ہے۔ عام طور پر ہم کسی بھی لفظ یا اصطلاح کے وہی معنی سمجھتے ہیں جو ہم اپنے تجربے اور مشاہدات سے اخذ کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے خدمتِ خلق کا لفظ سنتے ہی لوگوں کے اذہان کے اندر کچھ مبہم سے تصورات امڈ آتے ہیں۔ جیسے قربانی کی کھالیں جمع کرنا، مریضوں کو لے جانے والی گاڑیاں اور ایمبولینس یا ایک ایسی جگہ کا تصور ذہن میں اُبھرتا ہے جہاں محتاج و مساکین اور غُرباء اپنی درخواستیں لے کر جائیں اور ان کا کوئی پرسان حال ان کی دلجوئی کرے۔

"یہ سارے معنی ہم نے محض اپنے تجربے اور مشاہدے کی بناء پر اخذ کیے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی غلط نہیں لیکن یہ خدمتِ خلق کے حقیقی اور مکمل تصور کا احاطہ نہیں کرتے۔"[9]

"بے لوث، صدق دل سے محض رضائے الٰہی کی خاطر اللہ کے بندوں کی خدمت کرنے کو خدمتِ خلق کہتے ہیں۔ جیسے بھوکوں اور پیاسوں اور محتاجوں کو کھانا کھلانا۔ کسی کو پانی پلا دینا، کسی ننگے کو کپڑے پہنانا اور ان کی تکلیفوں کو دور کرنے کے لیے کوشاں رہنا، پانی

[2] الحاج مولوی فیروز الدین، **اردو فیروز اللغات**، فیروز سنز لاہور، ص:۵۸۷
[3] شان الحق حقی، **فرہنگِ تلفظ**، عمیر پبلی کیشنز، اسلام آباد، ۱۹۹۵ء، ص:۴۸۱
[4] عبدالحمید، **جامع اللغات**، ملک دین محمد اینڈ سنز، تاجرانِ کتب لاہور، ص:۵۷۵
[5] مولوی فیروز الدین، **اردو فیروز اللغات**، ص:۵۹۵
[6] شان الحق حقی، **فرہنگِ تلفظ**، عمیر پبلی کیشنز، اسلام آباد، ۱۹۹۵ء، ص:۴۹۱
[7] عبدالحمید، **جامع اللغات**، ملک دین محمد اینڈ سنز تاجرانِ کتب، لاہور، ص:۵۹۱
[8] محمد ہادی حسین، **اردو لغت تاریخی اصول پر**، اردو لغت بورڈ، کراچی، ۱۹۸۷ء، ص:۴۹۶
[9] خرم مراد، **خدمتِ خلق کے انفرادی اور اجتماعی تقاضے**، منشورات منصورہ لاہور، ۲۰۰۱ء، ص:۴

بھر دینا، کسی کے ساتھ چل پھر کر اس کا کام کروا دینا۔ اور ان کے رنج و غم میں شریک ہونا یہ سب خدمتِ خلق ہے۔ مخلوقِ خدا کی خدمت کرنے والوں سے اللہ بہت خوش ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے دنیا میں بھی انعام و اکرام ہیں اور آخرت میں بھی۔"[10]

خدمتِ خلق کا تصور بہت جامع اور وسیع ہے۔ یہ اگرچہ بلا معاوضہ خدمت کا نام ہے لیکن اگر کوئی شخص اپنے فرائض اس طور پر ادا کرلے جس سے عام انسانوں کو فائدہ پہنچے اور ملک و قوم کی بہتری ہو تو یہ بھی خدمتِ خلق میں شامل ہے۔

۳۔ خدمتِ خلق کے مترادفات

خدمتِ خلق کا لفظ قرآن و حدیث میں کہیں نہیں استعمال ہوا۔ مختلف مقامات پر دیگر متبادل اصطلاحات میں صدقہ، خیر، نیکی یا بِرّ کا الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ذیل میں ہم خدمتِ خلق کے مترادفات کا ذکر کرتے ہیں۔

۳.۱ بِرّ کا معنی و مفہوم

"اس کا مادہ ب، ر، ر ہے۔ بِرّ کا لفظ اسمائے الٰہی میں سے ہے۔ مادہ ب، ر، ر کا اصل مفہوم توسیع، فراخی، کشادگی اور کثرت کے ہیں۔"[11] عبد الحفیظ بلیاوی لکھتے ہیں: "البِرّ: عطیہ، اطاعت، صلاحیت، سچائی، نیک دلی بِرّ: برا و مبرة والدة: اطاعت کرنا، حُسن سلوک کرنا، خدمت کرنا۔"[12] بِرّ کے معنی بھلائی اور نیکی کے ہیں جبکہ خدمتِ خلق سے مراد بھی مخلوق خدا کے ساتھ بھلائی کرنا ہے۔ لہٰذا خدمتِ خلق اور بِرّ کے الفاظ میں مماثلت پائی جاتی ہے اور یہ الفاظ ایک دوسرے کے مترادف الفاظ ہیں: ابنِ منظور "البِرّ" کے معنی اس طرح بیان کرتے ہیں: **"والبر: ضد العقوق: وامبرة مثله۔ و بررت والذی۔"**[13] امام راغب اصفہانی اس لفظ کی تشریح اس طرح کرتے ہیں:

البِرّ: یہ بحر کی ضد ہے اور اس کے معنی جنگل یا خشکی کے ہیں، پھر وسعت کے اعتبار سے 'بِرّ' کا لفظ بھی اس سے مشتق کیا گیا ہے جس کے معنی وسیع پیمانے پر نیکی کرنے کے ہیں اور اس کی نسبت کبھی تو اللہ کی طرف ہوتی ہے۔ جیسے **اِنَّه هُوَ الْبَرُّ الرَّحِیْمُ۔**[14] "بے شک وہ احسان کرنے والا مہربان ہے۔" اور کبھی اس کی نسبت بندے کی طرف ہوتی ہے۔ جیسے **"بِرّ العبد ربه۔"**[15] "یعنی بندے نے اپنے رب کی خوب اطاعت کی۔" چنانچہ اس کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو اس کے معنی ثواب عطا کرنے کے ہیں اور جب بندہ یعنی مخلوق خدا کی طرف منسوب ہو تو اطاعت کے ہیں۔ بِرّ کا مفہوم ایسا اسلوبِ حیات اختیار کرنا ہے جس میں دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی مضمر ہو۔

شاہ ولی اللہ نے لفظ بِرّ کی تشریح اس طرح کی ہے:

> **"کل عمل یفعله الانسان قضیة الانقیاده ـ للملاء الا علیٰ والضمعلا له فی یلقی الارهام من الله و صیرورته فانیا فی مراد الحق و کل عمل یصلح الارتفاقات التی بنی علیها نظام الانسان ع کل عمل یعید حاله الا نقیاد و یرفع لجحب۔"**[16]

[10] مولانا عبد السلام بستوی، **اسلامی تعلیم**، نعمانی کتب خانہ لاہور، ۱۹۹۰ء، ج:۲، ص:۲۴۲

[11] **اُردو دائرہ معارف اسلامیہ**، دانش گاہ پنجاب، ۱۹۸۰ء، ج:۴، ص:۳۸۵

[12] عبد الحفیظ بلیاوی، **مصباح اللغات**، مکتبہ برہان، جامعہ مسجد دہلی، ۱۹۵۰ء، ص:۲۹

[13] ابنِ منظور، **لسان العرب**، دار صادر، بیروت، ۱۹۵۶ء، ج:۴، ص:۲۹

[14] الطور، ۵۲:۲۸

[15] امام راغب اصفہانی، **مفردات القرآن**، المکتبہ القاسمیہ، لاہور، ۱۹۶۳ء، ص:۹۲

[16] شاہ ولی اللہ، **حجۃ البالغہ بحوالہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ**، ج:۴، ص:۳۸۵

"بِرّ وہ عمل ہے جو انسان اللہ کے احکام کی متابعت سے یا ابہام کے قبول کرنے میں ہمہ تن محو ہو جانے سے یا منشائے الٰہی میں جذب ہو جانے سے سر انجام دیتا ہے۔ بِرّ ایسا فعل ہے جس کی جزا دنیا اور آخرت دونوں میں ملتی ہے۔ جس سے ارتفاقات یعنی ان بابرکت امور کی اصلاح و ترقی ہو جن پر نظامِ انسانی کی بنیاد قائم ہے۔"

عبد الحفیظ بلیلاوی لکھتے ہیں:

"بِرّ، برًّ و مبَّرةً: اس کے معنی اطاعت کرنا، حسن سلوک کرنا اور خدمت کرنا ہے۔"[17]

امام راغب اصفہانی رقمطراز ہیں:

"بِرّ الوالدین سے مراد ماں باپ کے ساتھ نہایت اچھا برتاؤ کرنے کے ہیں اور اس کی ضد عقوق (نافرمانی) ہے۔"[18]

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے مراد ان کی خدمت کرنا ہے اور ماں باپ چونکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ لہٰذا ماں باپ کی خدمت کرنا مخلوق کی خدمت کرنا ہے۔ خدمتِ خلق کا لفظ اپنے اندر وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"لَّيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيّٖنَ۔"[19]

"نیکی محض یہی نہیں کہ آپ پھیر واپنے چہروں کو مشرق کی طرف اور مغرب کی طرف، بلکہ نیکی تو اس شخص کی ہے جو ایمان لائے اللہ پر اور روزِ محشر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور نبیوں پر۔"

ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔"[20] "ہرگز نہیں حاصل کر سکتے تم کامل نیکی جب تک نہ خرچ کرو تم اس چیز میں سے جس کو تم پسند کرتے ہو۔" "وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔"[21] "آپس میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو نیکی اور تقویٰ پر، اور ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو گناہ اور ظلم پر۔"

اس آیت کریمہ کے مفہوم سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دوسروں کو نیکی کی دعوت دینا اور نیکی کے کاموں میں اس کے ساتھ تعاون کرنا اور بُرائی سے تنبیہ کرنا بھی خدمتِ خلق کا حصہ ہے۔

۴۔ رفاہِ عامہ کا معنی و مفہوم

مصباح اللغات میں رفاہِ عامہ کی تعریف کچھ اس طرح موجود ہے:

"خدمت کرنا، بھلائی و احسان کرنا، ہر قسم کی خدمت کرنے میں کوشش کرنا رفاہِ عامہ کہلاتا ہے کہا جاتا ہے۔ **ذهب من كان يحفه و يرفه** (وہ شخص چلا گیا جو اس پر نوازش اور مہربانی کرتا تھا)۔"[22]

---

[17] عبد الحفیظ بلیلاوی، **مصباح اللغات**، مکتبہ برہان، جامع مسجد دہلی، ۱۹۵۰ء، ص: ۲۹

[18] امام راغب اصفہانی، **مفردات القرآن**، المکتبہ القاسمیہ، لاہور، ۱۹۶۳ء، ص: ۹۲

[19] البقرہ، ۲: ۱۷۷

[20] آل عمران، ۳: ۹۲

[21] المائدہ، ۵: ۲

[22] ابو الفضل عبد الحفیظ بلیلاوی، **مصباح اللغات**، مکتبہ برہان، جامعہ مسجد دہلی، ۱۹۵۰ء، ص: ۲۷۹

قرآن مجید میں رفاہِ عامہ پر روشنی ان الفاظ میں ڈالی گئی ہے:

"قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚلِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ۔"[23]

"آپ کہہ دیجئے اے میرے وہ بندوں جو ایمان لائے، اپنے رب سے ڈرتے رہو، تولوگ اس دنیا میں اچھے کام کرتے ہیں ان کے لیے بھلائی ہے۔"

قرآنِ پاک میں جگہ جگہ دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے کا درس دیا گیا ہے۔ اور بھلائی کرنے والوں کو جزا کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔"[24]

"وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود بھوکے ہی کیوں نہ ہوں۔"

سورہ نور میں رفاہِ عامہ کی ہدایت ان الفاظ میں فرمائی گئی ہے:

"وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔"[25]

"اور تم میں سے جو لوگ داعیِ خیر ہیں اور مالی وسعت رکھتے ہیں وہ ایسی قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتہ داروں کو، مسکینوں اور مہاجرینِ سبیل اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے۔"

سورہ روم میں ہے:

"فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّه وَالْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌلِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ۔"[26]

"قرابت والوں کو، مسکینوں کو اور مسافروں کو ان کا حق دیا کرو یہ بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔"

حدیث میں آتا ہے:

"عن النواس ان سمعان الانصاری قال سألت رسول اللهﷺ عن البروالاثم فقال البرحسن الخلق و الاثم ماحاک فی صدرک فی کرهت ان یطلع علیه الناس۔"[27]

"نواس بن سمعان سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ بھلائی اور بُرائی کیا ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بھلائی حسن خلق کو کہتے ہیں (یعنی خوش مزاجی سے ملنا، لوگوں کی دلجوئی کرنا، حتی المقدور اپنے اعمال سے کسی کو ناراض نہ کرنا) اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تجھے بُرا لگے کہ لوگ اس سے مطلع ہوں۔"

ان آیات اور احادیث میں روشنی میں ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ رفاہ عامہ بھی خدمت خلق کے ضمرے میں ہی آتا ہے۔

---

[23] الزمر، ۳۹:۱۰

[24] الحشر، ۵۹:۹

[25] النور، ۲۴:۲۲

[26] الروم، ۳۰:۳۸

[27] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تفسیر البر والاثم، ۸/۷

۵. معاشرتی بہبود کا معنی و مفہوم

خدمتِ خلق کے لیے معاشرتی بہبود کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ معاشرتی بہبود کے لیے انگریزی میں Social Welfare کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ M. Harry Cassidy کے الفاظ میں معاشرتی بہبود کی تعریف یہ ہے۔

خدمتِ خلق کے لیے معاشرتی بہبود کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ معاشرتی بہبود کے لیے انگریزی میں Social Welfare کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ M. Harry Cassidy کے الفاظ میں معاشرتی بہبود کی تعریف یہ ہے۔

> "Social services are organized activities that are primarily and directly concerned with the conservation, the protection and improvement of human resources, including social insurance, child welfare, correction, mental hygiene, recreation labour protection and housing".[۲۸]

Walter A. Friedlonder کے الفاظ میں معاشرتی بہبود کی تعریف کچھ یوں ہے:

> "Social welfare is an organized system of social services and institutions designed to aid individuals and groups to attain satisfying standards of life and health; and personal and social relationship which allow them to promote their well-being with the needs of their families and the community".[۲۹]

ڈاکٹر خالد علوی کے بقول:

> ”انسان اپنی طبیعت، اپنے ماحول، اپنی تمام خواہشات اور دیگر عوامل کی وجہ سے معاشرتی تشکیل کے لیے مجبور ہوا۔ اس سے مراد انسانی ضروریات کی تکمیل کے لیے مربوط کوشش کرنا ہے تاکہ ذاتی تحفظ، اظہارِ شخصیت، اور ہمسائیگی کی تکمیل ہو سکے۔“[۳۰]

معاشرتی بہبود کا مرکزی تصور انسانی زندگی کے اطراف میں ہی گھومتا ہے کہ ساری مخلوق کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا جائے۔ معاشرتی بہبود ایسی کوششوں اور کاوشوں کا نام ہے جو افراد، جماعتوں اور آبادیوں میں اس حس کو بیدار کرتی ہے جس سے ان میں یہ احساس پیدا ہو اور وہ اس بات پر کمربستہ ہوں کہ باہمی تعاون اور اخوت کے جذبے سے کام لے کر ذلت کے گڑھوں سے باہر نکلنا ہے اور اسی دنیا میں ذی وقار ہو کر جینا ہے۔ معاشرتی بہبود افراد اور گروہوں کے مسائل حل کرنے کے ساتھ ساتھ سماجی برائیوں کو روکنے اور دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ معاشرتی بہبود صرف انسانی ضروریات کا نہیں بلکہ ان تمام حالات کا جائزہ لیتا ہے جو انسانی ضروریات کے پورا ہونے میں حائل ہیں اور جن کی وجہ سے افراد کی ذاتی اور سماجی زندگیاں غیر متوازن ہو کر رہ جاتی ہیں۔ معاشرتی کارکن فرد کی زندگی میں ایسی تبدیلیاں پیدا کرتا ہے جس سے فرد اور اس کے ماحول میں ہم آہنگی پیدا ہو۔ کارکن کا کام ماحول کو بہتر بنانا اور ایسے حالات پیدا کرنا ہے جس میں فرد اپنی صلاحیتوں کا بہترین استعمال کر کے خود اپنے اور اپنے معاشرے کے لیے کارآمد ثابت ہو اور افرادِ نسلِ انسانی سے حسن سلوک اس کی زندگی کا شعار بن جائے۔

---

[۲۸] M. Harry Cassidy, *Social Security and Reconstruction in Canada*, P: ۱۳

[۲۹] Walter A. Friedlander, *Concept and Methods of Social Work*, P: ۷

[۳۰] پروفیسر ڈاکٹر، خالد علوی، **اسلام کا معاشرتی نظام**، مکتبہ العلمیہ، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص:۱۳۰

۶. قرآنی تعلیمات کی روشنی میں خدمتِ خلق

اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے بے لوث اور بے غرض ہو کر، بغیر کسی معاوضہ کے مخلوقِ خدا کے کام آنا اور خدمت، مدد اور اعانت پر کمربستہ رہنا ہی خدمتِ خلق کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں صرف بنی نوع انسان ہی شامل نہیں بلکہ اس میں تو حیوانات اور چرند پرند بھی شامل ہیں۔ پس ان سب کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا جو اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء کے عین مطابق ہو اور جس میں ان کی ہمدردی و خیر خواہی کا پہلو پایا جاتا ہو، خدمتِ خلق کہلاتا ہے۔ خدمتِ خلق، اخلاق کی وہ قسم ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے فیض رسانی سے متعلق ہے۔ حقیقت میں یہ احسان ہی کی ایک صورت ہے۔ اس میں بنیادی بات یہ ہے کہ خدمت محض خدمت کے جذبے سے ہو۔ خدا کی خوشنودی مطلوب ہو۔ ذاتی غرض و غایت نہ ہو، شہرت، دکھلاوا، نمود و نمائش، داد و تحسین یا کوئی اور ادنیٰ مقصد پیش نظر نہ ہو۔

قرآن میں جن مقامات پر ایمان کی تکمیل کے لیے ترویج دی گئی ہے اُسی کے ہم پلہ صدقہ و خیرات کا درس دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے کہیں يُنفقون کا لفظ استعمال ہوا ہے تو کہیں اتیٰ یعنی اس نے دیا۔ مثلاً کھانا کھلانا، کھانا کھلانے کی ترغیب دینا اور دوسروں کی خدمت کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہنا۔ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ اس کا ذکر ایمان کے بعد ہوتا ہے گویا ایمان کا ایک لازمی جُز اور ایمان کا تقاضا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ۔"[۳۱]

"جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں وہ ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔"

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"یقیناً جو لوگ کتاب، اللہ کی تلاوت کرتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں رزق کے طور پر دے رکھا ہے۔ اس میں سے مخفی یا ظاہری طور پر خرچ کرتے ہیں۔ وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں نقصان کا تو امکان ہی نہیں۔"[۳۲]

ان آیات میں انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب ملتی ہے جو دراصل مخلوق خدا کی خدمت ہے۔ کیونکہ بندہ خدا اسے محبت کی خاطر اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ جس سے غریب، مسکینوں، محتاجوں اور حاجتمندوں کی مدد ہوتی ہے۔

قرآن کی رُو سے نیکی اور بھلائی کا ہر کام خدمتِ خلق کے زمرے میں آتا ہے:

"وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔"[۳۳]

"اور بھلائی کے کام کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

قرآن میں صحابہ کرام کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"انسانی ہمدردی اور جان و مال کے تحفظ کے پیش نظر ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ کیونکہ ایک دوسرے سے بھلائی کرنے سے ہی انسان کا وجود دنیا میں قائم ہے۔"[۳۴]

---

[۳۱] البقرہ ۲:۳

[۳۲] فاطر ۳۵:۲۹

[۳۳] الحج ۲۲:۷۷

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اور جب میراث کی تقسیم کے وقت (غیر وارث) رشتہ دار اور یتیم اور محتاج آجائیں تو ان کو بھی اس میں سے کچھ دے دیا کرو اور خوش کلامی سے پیش آیا کرو۔"[35]

"وَ أَنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَأَحْسِنُوا۔"[36]

"اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور نہ ڈالو اپنی جان ہلاکت میں اور نیکی کرو۔"

"قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ ۔" [37]

"کہہ دیجئے اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو ڈرو اپنے رب سے جن لوگوں نے اس دنیا میں دوسروں کے ساتھ نیکی کی ہے۔ ان کے لیے آخرت میں بھلائی ہے۔"

دین اسلام رہبانیت کو جائز قرار نہیں دیتا۔ زندگی تو مل جل کر رہنے کا نام ہے۔ جس میں ایک شخص اپنے والدین، بہن بھائی، رشتہ دار، ہمسایہ، دوست اور باقی دوسرے لوگوں کے ساتھ وقت گزارتا ہے اور ہر ایک کے حقوق ادا کرنے کی سعی کرتا ہے اور یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء کے مطابق سرانجام دیتا ہے۔ کیونکہ اسی کو حاکمِ اعلیٰ تسلیم کرکے اس نے اسلام قبول کیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کا تمام انسانوں سے کچھ نہ کچھ تعلق بنا دیا ہے۔ اور اس لیے ہر شخص پر اسلام نے دوسروں کے حقوق عائد کر دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق لوگوں کے حقوق ادا کرنے کا نام ہی خدمتِ خلق ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَ ابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۗ"[38]

"اور والدین اور قرابت داروں، اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور رفیق اور مسافر سے اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں ان کے ساتھ احسان کا معاملہ رکھو۔"

نتیجتاً یہ واضح ہوتا ہے کہ مخلوقِ خدا کے ساتھ محبت حُسنِ سلوک اور خدمت کو کس قدر اہمیت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک دراصل خدمت خلق کا ہی پرچار ہے۔

"يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَ ابْنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ۔"[39]

"وہ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجئے جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لیے ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔"

---

[34] البقرہ ۲:۱۷۷
[35] النساء ۴:۸
[36] البقرہ ۲:۱۹۵
[37] الزمر ۳۹:۱۰
[38] النساء ۴:۳۶
[39] البقرہ ۲:۲۱۵

"يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ ۗ ۔ "[40]

''وہ آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں کہہ دیجئے کہ جو ضرورت سے زائد مال ہو۔''

"وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۔" [41]

''نیکی اور تقویٰ کے سلسلے میں دوسروں سے تعاون کرو اور گناہ اور دشمنی میں تعاون نہ کرو۔''

دوسروں کو نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا بھی خدمتِ خلق ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۔"[42]

''تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیے جو دعوت دیتی رہے خیر کی طرف اور معروف کا حکم کرتے رہیں اور روکتے رہیں منکر سے یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

خدمت خلق کی ایک صورت ضرورت مند کو قرضِ حسنہ دینا ہے۔ یہ صورت اخلاق کو پروان چڑھانے میں نہایت مددگار ثابت ہوتی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ ۔"[43]

''اور کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے اور یہ اس کے لیے کئی گنا بڑھا کر دیا جائے گا۔ اور اس کے لیے پسندیدہ اجر ہے۔''

"مَّثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ ۗ "[44]

''جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے مال کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اُگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور اللہ جس کے مال کو چاہتا ہے زیادہ کر دیتا ہے۔''

"وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۔"[45]

''اور ان کے مالوں میں سائلوں اور ناداروں کا بھی حق ہے۔''

۷. فرامینِ رسول ﷺ کی روشنی میں خدمتِ خلق

خدمتِ خلق کے جامع تصور اور وسیع دائرے کو سامنے رکھ کر نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس اور خدمتِ خلق کے کاموں کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے انسانیت اور دیگر مخلوقاتِ الٰہی کی جس قدر خدمت اور ان کی بھلائی کے لیے جتنی، محنت و مشقت اور ہمدردی و غمخواری کی ہے۔ دنیا کے کسی بھی مصلح، مُربی خیر خواہ اور بہی خواہ نے نہ کی ہو گی۔ انسانوں کی بھلائی کی جتنی بھی باتیں ہیں اور ان کی بہتری اور خیر خواہی کے جتنے بھی کام ہیں وہ سب آپ ﷺ نے ان کے سامنے رکھے، ان کی ترویج و اشاعت کے لیے کام کیا اور خود بھی اُن پر عمل پیرا ہو کر دکھایا۔ آپ ﷺ نے خدمتِ خلق کے کام کو صرف وعظ و تبلیغ تک ہی محدود نہ رکھا اور نہ ہی چند انفرادی کارنامے سرانجام دینے تک معین رہے

[40] البقرہ ۲:۲۱۹
[41] المائدہ ۵:۲
[42] آل عمران ۳:۱۰۴
[43] الحدید ۵۷:۱۱
[44] البقرہ ۲:۲۶۱
[45] الذاریت ۵۱:۱۹

بلکہ اس مقصد کے لیے عملاً بھی کام کیا اسی ضمن میں بہت سی احادیث ہمارے لیے موجود ہیں جن میں نبی کریم ﷺ نے دوسروں کی خدمت اور ان کے ساتھ بھلائی کی تائید و ہدایت کی ہے۔ مالی و جسمانی اعانت، اجتماعی زندگی کی روح اور اس کے سکون کا ذریعہ ہے۔ جس معاشرے کے افراد ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں اسے پُرسکون اور خوشحال معاشرہ کہا جاسکتا ہے۔ باہمی تعاون اور تراحم کی تلقین نبی کریم ﷺ نے اس طرح فرمائی:

''تو ایمانداروں کو آپس کی رحمت و محبت اور مہربانی میں ایک جسم کی مانند دیکھے گا جب کسی عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو تمام بدن کے اعضاء بھی بیماری اور بخاری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔''[۴۶]

حاجتمندوں کی مدد کرنا اور مشکل حالات سے دوچار انسانوں کو سہارا دینا ایک مفید معاشرتی عمل ہے لیکن آنحضرت ﷺ نے اسے روحانی و اخلاقی بنیادوں پر استوار کیا۔ اس سے اس کی اہمیت دوبالا ہو گئی۔

"والذی نفسی بیدہ لایؤمن عبدحتی یحب لاخیه ما یحب النفسهِ۔"[۴۷]

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہ (بھلائی) نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے مخلوقِ خدا کے ساتھ نیکی اور بھلائی اور رحم کرنے کی بہت زیادہ تاکید کی۔ جس کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے:

"قال رسول اللہ ﷺ: الراحمون یرحمهم الرحمن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السمآءِ۔"[۴۸]

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رحمان بھی رحم کرتا ہے۔ زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔''

"خیرالاصحاب عنداللہ خیرهم لصاحبه وخیر الجیرانِ عنداللہ خیرهم لجاره۔"[۴۹]

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ہاں بہترین دوست وہ لوگ ہیں جو اپنے دوستوں کے لیے بہترین ہیں اور اللہ کے ہاں بہترین ہمسائے وہ ہیں جو اپنے ہمسایوں کے لیے بہترین ہیں۔''

آپ ﷺ نے انسان کی جان و مال، عزت و آبرو کو تحفظ عطا کیا اور امن و سکون سے رہنا سکھایا اور تمام انسانوں کو تعلیم دے کر اخوت و بھائی چارے پر مبنی معاشرہ بنا کر دیا۔ آپ ﷺ نے حقوق و فرائض کا جامع تصور اور کامل ترین نظام عطا کیا۔ ہر شخص کے حقوق و فرائض کی ذمہ داریاں متعین کیں اور ان کا عملی نمونہ اپنی حیاتِ طیبہ اور اپنے ساتھیوں کی زندگیوں میں برپا کیا۔ آج اُمتِ مسلمہ میں خدمتِ خلق اور حقوق انسانی کا جتنا کام ہو رہا ہے یہ سارا کام آپ ﷺ کی جامع تعلیمات ہی کا نتیجہ ہے۔

۸. عہدِ رسالت میں خدمتِ خلق

نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی خدمتِ خلق تھا۔ دنیا کے بہترین مصلحین کے جو کارنامے پیش کیے جاتے ہیں ان میں سرِ فہرست انسانوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنا، انھیں رذائل سے دور رکھنا اور اخلاقِ حسنہ کا پیکر اور اچھا شہری بنانا شامل ہے۔ قرآنِ مجید میں نبی کریم ﷺ کی بعثت کے

[۴۶] صحیح مسلم، **کتاب الادب**، باب تراحم المومنین، ۲۰/۸
[۴۷] صحیح بخاری، **کتاب الایمان**، باب من الایمان، ۹/۱
[۴۸] ترمذی، **کتاب البر والصلة**، باب ماجاء فی رحمة المسلمین، ۳۲۴/۴
[۴۹] ترمذی، **کتاب البر والصلة**، باب ماجاء فی حق الجوار، ۳۳۳/۴

جو مقاصد بیان کیے گئے ہیں ان میں یہ کارنامے بھی شامل ہیں۔ انھی مقاصد کے حصول و تکمیل کے لیے سیدنا ابراہیمؑ نے آج سے تقریباً چار ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کو مانگا تھا۔

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔"[50]

"اے رب! ان لوگوں میں توانھی میں سے ایک رسول بھیج جو انھیں تیری آیات سنائے: ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوار دے تو ہی غالب اور حکمت والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی اس دُعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت اس کا اعلان فرمایا اور آپ ﷺ کی بعثت کو بلاواسطہ عربوں پر اور بالواسطہ تمام انسانوں پر ایک عظیم احسان قرار دیا اور اس بعثت کی قدر شناسی کرنے اور خود آپ ﷺ کی قدر کرنے کی ترغیب دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔[51]

"وہی ہے جس نے اُمیوں کے اندر ایک رسول خود ہی انھی میں سے اٹھایا جو انھیں اس کی آیات سناتا ہے۔ ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔"

ان آیات میں چار مقاصد نمایاں طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ تلاوتِ قرآن، تعلیم کتاب، تعلیم حکمت اور تزکیہ۔ ان آیات میں اُن عظیم مقاصد اور مشن کا تذکرہ ملتا ہے جو آپ ﷺ دنیا کے لیے لے کر آئے پھر ان کی تکمیل کے لیے آپ ﷺ نے دن رات ایک کر دیا اور آخر کار اس مشن میں کامیاب ہو گئے۔

"ہزاروں لاکھوں لوگوں کی زندگیاں آپ ﷺ نے خود سنواریں اور ان کو کامل ترین انسان، معاشرے کا بہترین فرد اور دوسرے انسانوں کا رہنما اور رہبر بنا دیا بعد میں اس کام کو آپ ﷺ کے پیروکاروں اور عقیدت مندوں نے آگے بڑھایا۔ اس طرح ان چاروں مقاصد کی دنیا میں تکمیل ہوئی اور ہو رہی ہے۔ اور انشاء اللہ قیامت تک ہوتی رہے گی۔"[52]

خدمت خلق کے اس مقصدِ عظیم کو حاصل کرنے کے دوران آپ ﷺ نے اور بے شمار میدانوں میں بہت سے اَن گنت رفاہی کام سرانجام دیئے۔ آپ ﷺ تمام انسانوں کے خیر خواہ اور بہی خواہ تھے، ان کی بھلائی اور فلاح کے لیے فکر کرنے، ان پر رحم اور شفقت کرنے والے تھے۔ ہر بات اور ہر کام جو انسانوں کے لیے دنیا و آخرت میں نقصان دہ اور ضرر رساں ہوتا اس سے آپ ﷺ کو سخت تکلیف پہنچتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی اس کیفیت کو اس طرح بیان کیا ہے:

"لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔"[53]

---

[50] البقرہ ۲:۱۲۹

[51] الجمعہ ۶۲:۲

[52] ماہنامہ "دعوۃ" اسلام آباد، اپریل ۲۰۰۲ء، ص: ۳۵-۳۶

[53] التوبۃ ۹:۱۲۸

"دیکھو تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے، تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر مشاق (گراں) گزرتا ہے وہ تمہاری فلاح کا چاہنے والا ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے نہایت شفیق اور رحیم ہے۔"

رسولِ اکرم ﷺ پوری دنیا کی تمام مخلوقات کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے اور رحمت کا یہ فیضان ہر دور میں اور ہر زمان و مکان کے لیے عام ہے۔ آپ ﷺ کی رحمت سے بالواسطہ اور بلاواسطہ ہر ذی نفس کو کسی نہ کسی طرح حصہ ملا ہے۔ آپ ﷺ تمام مظلوم و مقہور انسانوں، غلاموں، مزدوروں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور کمزوروں کے لیے رحمت بن کر آئے۔ اور انھیں ظلم و زیادتی اور مصیبت و دشواریوں سے نجات دلائی، ان کو معاشرتی، معاشی سماجی و سیاسی حقوق دلوائے۔ دنیا سے ہر قسم کی عصبیت و قومیت ختم کر کے اسلام میں داخل ہونے والوں کو ایک اُمت اور جسدِ واحد بنایا اور عورتوں کو ان کے حقوق دلوائیں۔

نبی کریم ﷺ دعوت دین کے ساتھ ساتھ مظلوموں کی دادرسی کا فریضہ بھی سرانجام دیتے رہے۔ ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ "ایک دفعہ اراش قبیلے کا ایک شخص کچھ اونٹ لے کر مکہ آیا۔ ابو جہل نے اس کے اونٹ خرید لیے اور قیمت طلب کرنے پر ٹال مٹول کرنے لگا۔ اراشی نے تنگ آکر حرم کعبہ میں قریش کے سرداروں کو جا پکڑا اور مجمع عام میں فریاد شروع کر دی۔ اس وقت حرم کے ایک گوشے میں نبی کریم ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ قریشی سرداروں نے اس شخص سے کہا کہ ہم تو کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ صاحب جو اس کونے میں بیٹھے ہیں ان سے جا کر کہو وہ تم کو تمہارا حق دلا دیں گے۔ اراشی نبی کریم ﷺ کی طرف چلا گیا اور قریش کے سرداروں نے کہا: آج لطف آئے گا اراشی نے جا کر آپ ﷺ سے اپنی شکایت بیان کی۔ آپ ﷺ اسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور اسے لے کر ابو جہل کے مکان کی طرف روانہ ہو گئے۔ سرداروں نے ایک آدمی پیچھے لگا دیا کہ جو کچھ گزرے اس کی خبر لا کر دے۔ نبی کریم ﷺ سیدھے ابو جہل کے دروازے پر پہنچے اور کُنڈی کھٹکھٹائی اس نے پوچھا کون؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: محمد ﷺ وہ حیران ہو کر باہر نکلا آپ ﷺ نے اس سے کہا اس شخص کو اس کا حق ادا کرو۔ ابو جہل چون و چرا کیے بغیر سیدھا اندر گیا اور اس کے اونٹوں کی قیمت لا کر اس کے ہاتھ میں رکھ دی۔

"قریش کا مخبر یہ حال دیکھ کر حرم کی طرف دوڑا اور سرداروں کو سارا ماجرا سُنایا وہ کہنے لگے واللہ آج وہ عجیب معاملہ دیکھا ہے جو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ حکم بن ہشام (ابو جہل) جب نکلا تو محمد ﷺ کو دیکھتے ہی اس کا رنگ فق ہو گیا اور جب محمد ﷺ نے اس سے کہا کہ اس کا حق ادا کر و تو یوں معلوم ہوتا تھا جیسے اس کے جسم میں جان ہی نہیں ہے۔"[۵۴]

نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی نواحی بستی قبا پہنچے تو چند روز یہاں قیام کیا پہلا جمعہ ادا کیا اور ایک مسجد کی بنیاد رکھی جسے مسجدِ قبا کہا جاتا ہے۔

"سب سے پہلے خود آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے ایک پتھر لا کر قبلہ رُخ رکھا آپ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے ایک پتھر رکھا اس کے بعد دیگر حضرات صحابہ نے پتھر لا کر رکھنے شروع کر دیئے۔ اور اس طرح مسجد کی باقاعدہ تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا اس واقعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خود صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر اس مسجد کی تعمیر میں ہاتھ بٹایا۔"[۵۵]

[۵۴] مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، "سیرت سرور عالم ﷺ"، ج:۲، ص:۵۰۸
[۵۵] کاندھلوی، محمد ادریس، مولانا، سیرۃ المصطفیٰ ﷺ، ص:۲۹۷

"مسجد نبوی کی تعمیر کے لیے جس زمین کا انتخاب کیا گیا وہ زمین دو یتیم لڑکوں سہل اور سہیل کی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے انھیں بلا کر یہ زمین فروخت کرنے کے بارے میں پوچھا ان لڑکوں نے عرض کیا کہ ہم اس کی قیمت اللہ تعالیٰ سے لے لیں گے اور آپ ﷺ کی خدمت میں ہبہ کے طور پر بلا قیمت پیش کرتے ہیں لیکن آپ ﷺ نے بغیر اجرت کے لینے سے انکار کر دیا۔ اس کی قیمت کی ادائیگی حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمائی۔ یہاں نبی کریم ﷺ نے ان یتیم لڑکوں کا لحاظ رکھا جن کا کوئی ذریعہ ہائے روزگار نہ تھا۔"[۵۶]

مسجد نبوی کی بنیاد رکھنے کے ساتھ ہی صفہ کی ابتدا ہو گئی صفہ ایک چبوترے کو کہتے ہیں جو شمالی جانب میں مسجد نبوی سے متصل تھا نئے مہاجرین اور طالب علم جو دین کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے یہ لوگ نہایت غریب تھے یہ لوگ آپ ﷺ کی صحبت میں بیٹھ کر دین کی تعلیم و تربیت لیتے اور اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور بیچتے یا کوئی دوسری مزدوری کر لیتے بعض اوقات مزدوری نہ ملنے اور کھانے کا بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے بھوکے رہتے تھے کوئی انھیں کھانا کھلا دیتا تو کھا لیتے ورنہ پانی پر گزارہ کرتے تھے۔

"ان لوگوں کی پرورش اور ضروریات بقدرِ استطاعت نبی کریم ﷺ کرتے تھے کبھی ان کو دودھ پیش کرتے، کبھی کھانا دیتے۔ کھانے کی برکت کے سلسلے میں آپ ﷺ کے بہت سے معجزات بھی ہیں ان میں سے کچھ کا تعلق اصحابِ صُفہ ہی سے ہے۔"[۵۷]

مختصراً یہ کہ آپ ﷺ کی خدمتِ خلق اور شفقت علی الخلق کی ایک اہم مثال اصحابِ صُفہ کی خدمت و پرورش ہے۔ یہ صُفہ و اصحابِ صُفہ کا طریقہ اور سُنت ہے جو دینی مدرسوں اور یتیم خانوں کی شکل میں آج تک موجود ہے اور تا قیامت موجود رہے گا۔

"غزوہ خندق کے موقع پر آپ ﷺ نے تمام مسلمانوں کے ساتھ مل کر خندق کھودی اس جنگ میں نبی کریم ﷺ نے اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھ رکھا تھا۔ جب لوگوں کو کھانا کھائے تین دن گزر گئے تو حضرت جابر بن عبد اللہ نے نبی کریم ﷺ کے اندر سخت بھوک کے آثار دیکھے تو بکری کا ایک بچہ ذبح کیا۔ اور ان کی بیوی نے ایک صاع جو پیسا، پھر رسول اللہ ﷺ سے رازداری کے ساتھ گزارش کی۔ کہ اپنے چند رفقا کے ہمراہ تشریف لائیں لیکن نبی کریم ﷺ تمام اہل خندق کو جن کی تعداد ایک ہزار تھی۔ ہمراہ لے کر چل پڑے۔ سب نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا اور کھانا اپنی اصل حالت پر برقرار رہا۔"[۵۸]

مدینہ منورہ میں سرورِ عالم حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں بھوک سے بے حال ایک شخص آیا اور کھانا طلب کیا آپ ﷺ اس کی حالت دیکھ کر پریشان ہوئے اور اپنے گھر تشریف لے گئے مگر گھر والوں نے بتایا کہ اس وقت سوائے پانی کے کوئی کھانے کی چیز میسر نہیں آپ ﷺ واپس تشریف لائے اور صحابہ سے کہا کہ جو صاحب اس شخص کو اپنا مہمان بنائے گا اللہ اس پر رحم فرمائے گا اس پر ابو طلحہؓ نے عرض کیا کہ میں انھیں اپنا مہمان بناتا ہوں پھر وہ اسے اپنے گھر لے گئے۔ اُن کے گھر صرف بچوں کے لیے کھانا موجود تھا ابو طلحہؓ کی تجویز پر بچوں کو بہلا کر سُلا دیا گیا اور کھانا لگانے کے بعد چراغ گُل کر دیا گیا مہمان یہی سمجھتا رہا کہ میزبان بھی اس کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں۔ یوں ابو طلحہؓ اور اُن کے گھر والوں نے بھوک میں رات گزاری لیکن بھوکے اور ضرورت مند کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا۔ صبح جب ابو طلحہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمہارے اس حُسن سلوک سے بہت خوش ہوا۔"[۵۹] حضرت جریرؓ روایت کرتے ہیں:

---

[۵۶] خالد علوی، ڈاکٹر، **انسانِ کامل**، ص: ۲۱

[۵۷] مبارکپوری، صفی الرحمٰن، **الرحیق المختوم**، ص: ۲۵۵

[۵۸] ایضاً، ص: ۴۱۲

[۵۹] صحیح مسلم، کتاب الاشرب، باب اکرام والضیف، یا مشکوۃ، **کتاب الفتن**، باب جامع المناقب، ۳/۲۸۵

"ایک دن ہم صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ مُضر قبیلے کے لوگ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور پھٹی پرانی عبائیں (چادریں) پہنے ہوئے تھے ان کی بھوک اور افلاس کی یہ حالت دیکھ کر آپ ﷺ کا چہرہ مبارک دُکھ سے متغیر ہو گیا۔ آپ ﷺ اپنے گھر میں گئے پھر جلد ہی واپس باہر تشریف لے آئے۔ اور لوگوں کو جمع کر کے ان کی مدد اور خدمت پر اُکسایا دیکھتے ہی دیکھتے نقد رقم کے ساتھ ساتھ کھانے کی اشیاء اور کپڑوں کا ڈھیر لگ گیا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے کوئی اچھا طریقہ نکالا تو اس کے لیے اس کا اجر ہے اور ان لوگوں کا بھی اجر ہے جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے اور ان عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ اور جس شخص نے کوئی بُرا طریقہ نکالا یا رائج کیا تو اس پر اس کا گناہ ہو گا اور ان لوگوں کا بھی گناہ ہو گا جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے وران کے گناہوں میں سے کچھ بھی کمی نہیں کی جائے گی۔""[60]

یہ تھے وہ چند پہلو جن کے ذریعے آپ ﷺ نے خدمتِ خلق کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا۔ سنتِ نبوی ﷺ میں خدمت خلق کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ خلقِ خدا کو نہ صرف صحیح ضابطۂ حیات دیا جائے بلکہ اُخروی زندگی میں بھی حزن وملال اور عذابِ الٰہی سے بچایا جائے۔ خدمتِ خلق صرف یہی نہیں کہ بھوکوں کو کھانا کھلایا جائے یا ضرورت مندوں کی امداد (اجتماعی اور انفرادی دونوں صورتوں میں) کی جائے بلکہ اُخروی زندگی یعنی لوگوں کی عاقبت سنوارنے کی کوشش کرنا، اللہ کے سچے دین کی طرف دعوت دینا بھی خدمتِ خلق کا لازمی جُز ہے۔ اس سے بڑ خدمتِ خلق اور کیا ہو گی کہ انسان دوسروں کی عارضی اور ابدی زندگی کی فلاح کے لیے کوشش میں لگا رہے رسول اللہ ﷺ کی ساری زندگی اسی تگ و دو میں گزری اور صحیح معنوں میں آپ ﷺ نے خلقِ خدا کی خدمت کا حق ادا کر کے دکھایا۔

۹. عصر حاضر میں خدمتِ خلق کے نام پر NGOs کا کردار۔۔۔ایک ناقدانہ جاءزہ

موجودہ دور میں خدمتِ خلق اور انسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے عملی اقدامات کیے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں باقاعدہ NGOs کام کرتی ہیں۔ کچھ NGOs صرف اپنے ہی ملک کے کام کرتی ہیں لیکن کچھ NGOs مثلاً UNO کے ادارے پوری دُنیا کی خدمت اور فلاح و بہبود کے لیے سرگرم رہتے ہیں۔

این جی اوز دُنیا بھر کی ایک جانی پہچانی حقیقت ہیں اس کے معنی اگرچہ ہر جگہ ایک ہی ہیں یعنی "ایسی تنظیم جو غیر سرکاری ہو اور نجی شعبے میں کام کرتی ہو ان تنظیموں کا تعارف اور دائرہِ کار مختلف ممالک میں اور اقوام میں مختلف ہے خاص طور پر تیسری دُنیا کے لیے ان کی ابتداء ایک ہمدرد اور خیراتی ادارے کی صورت میں ہوئی۔ جو لوگوں کے مسائل کو حل کرنے کے لیے اپنی جیب سے خرچ کرتی ہے اوران مسائل کو حل کرنے کے لیے حتی الوسیع ان کی راہنمائی کرتی ہے۔

۹.۱ این جی اوز کا تعارف

ارتقائی انسانی نے ازل سے لوگوں کو فطری طور پر قبیلوں اور گروہوں کی صورت میں مقیم ہونے پر مجبور کیا ہے جس کے نتیجے میں معاشرتی مفاد اور اجتماعی فلاح و بہبود کو مدِ نظر رکھتے ہوئے معاشرے میں مفلوک الحال طبقے کی بالادستی اور بہتری کے لیے ہمیشہ سے لوگ اور ریاستیں کوشاں ہیں۔ اس کارِ خیر میں لوگوں نے انفرادی و اجتماعی سطح پر شراکت کی۔ دورِ جدید میں شہروں سے دیہاتوں تک درد مند اور باشعور شخص

[60] صحیح مسلم، **کتاب الزکوۃ**، باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق، ۳/۴۴

اپنے علاقے اور معاشرے میں اجتماعی بھلائی کے لیے رضاکار تنظیمیں تشکیل دینے کا کام شروع کر چکے ہیں۔ یہ تنظیمیں غیر سرکاری فلاحی یا رفاہی تنظیمیں کہلاتی ہیں۔

"این جی اوز اس تنظیم یا ادارے کو کہتے ہیں جو مخصوص مقاصد کے حصول کے لیے کوشاں ہو اور جس کے انتظامی اور مالیاتی اُمور ریاستی اجارہ داری سے خود مختار ہوں۔"[۶۱]

"وہ تنظیمیں جو غیر سرکاری طور پر معاشرے کے مجموعی یا ایک مخصوص شعبے کی فلاح اور ترقی کے لیے کام کریں۔"[۶۲]

غیر سرکاری تنظیم ایک غیر کاروباری اور غیر غیر منافع بخش تنظیم ہوتی ہے جو کمیونٹی سے فنڈز اور عطیات اکٹھا کر کے کمیونٹی پر ہی خرچ کرتی ہے۔ غیر سرکاری تنظیم کی اصطلاح چھوٹی بڑی تمام سماجی بھلائی کی تنظیموں کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات یہ تحقیقی تنظیموں اور فرموں کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے۔

"غیر سرکاری تنظیم کی اصطلاح ایسی تمام غیر منافع بخش تنظیموں کے لیے استعمال ہوتی ہے جو رضاکارانہ یا پیشہ وارانہ بنیادوں پر خیراتی یا ترقیاتی کام سرانجام دیں۔"[۶۳]

۹.۲ تاریخی پسِ منظر

اسلامی تاریخ تو مخلوقِ خدا کی خدمت اور رفاہی و غیر سرکاری تنظیموں کے تذکروں سے بھری پڑی ہے بڑے بڑے تعلیمی ادارے، ہسپتال، سڑکیں، پُل اور سرائیں اور فراہمیِ آب کے نظام، انفرادی اور اجتماعی سطح پر قائم وقف کا نظام دورِ اسلام کے آغاز سے ہی چلا آرہا ہے صحابہ کرامؓ نے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے اپنی قیمتی جائیدادیں وقف کیں ان کے یہ اوقاف اپنی خدمات صدیوں تک انجام دیتے رہے۔ عباسی عہد کے عروج کے دور میں بغداد اور سپین میں نظامِ وقف کے تحت بڑے بڑے ہسپتال اور تعلیمی ادارے قائم ہوئے جہاں یونیورسٹی تک کے طلبہ کو مفت تعلیم دی جاتی تھی۔ اسلامی عہد میں عموماً مقامی سطح پر ہی خدمتِ خلق کے کام جاری و ساری رہے اور کسی ملک گیر قومی سطح کی تنظیم کا نشان بھی نہیں ملتا۔

"انسانی تمدن کے ارتقاء اور سرعتِ رفتار ذرائع مواصلات نے دُنیا کو ایک گلوبل ویلج (Global Village) بنادیا ہے۔ انفرادی سطح پر مختلف امور میں پائی جانے والی خدمات اجتماعی، قومی اور بین الاقوامی اُفق پر اپنا مقام بناتی چلی گئیں۔"[۶۴]

اس وقت غیر سرکاری تنظیموں کا جال پوری دنیا میں پھیل چکا ہے۔ بین الاقوامی اُفق پر NGOs کی موجودگی نئی نہیں۔ ایک وقت وہ بھی تھا جب ایسی تنظیموں کا واحد حریف کھیتولک چرچ تھا۔ تب سے اب تک یہ غیر سرکاری تنظیموں کا کردار جاری و ساری ہے۔

۹.۳ مقاصد

ان غیر سرکاری تنظیموں کا کام سرکاری عمل دخل سے آزاد ہوتا ہے۔ اور یہ درج ذیل مقاصد کے لیے کام کرتی ہیں:

- بہبودِ نسواں

[۶۱] ماہنامہ **ترجمان القرآن**، جولائی ۲۰۰۱ء، ص: ۱۷

[۶۲] ایضاً

[۶۳] Maleeha Hussain, *"NGO Successful Parternership between Government and NGOs Doners, United Nations Studies* Paper, P:۱, ۱۹۹۶.

[۶۴] ڈاکٹر اُم کلثوم، **ماہنامہ پکارِ ملت**، لاہور، جولائی ۲۰۰۰ء، ص: ۶۱، ۶۲

- نوجوانوں کی تعلیم وتربیت
- بچوں کے حقوق کی ادائیگی
- اصلاحی معاشرہ
- اپاہجوں کی دیکھ بھال
- سماجی تعلیم
- بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ۔[65]

اقوام متحدہ کے چارٹر کا دیباچہ NGOs کے مقاصد واضح کرتا ہے:

"ہم اقوام متحدہ کے لوگ پختہ یقین رکھتے ہیں کہ عالی تنظیموں اور غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعے دُنیا ایک تعمیری کردار ادا کرتے ہوئے امن وتحفظ اور معاشرتی وسماجی ترقی وتنزل نیز انسانی حقوق کی جانب بڑھے گی۔"[66]

پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں جو تنظیمیں کام کررہی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

"سان فرانسسکو کی NGOs نے مسائل کی طرف توجہ دلانے، نظریات اور پروگرام تجویز کرنے، معلومات پھیلانے اور رائے عامہ متحرک کرنے میں اقوام متحدہ کی حمایت میں قابلِ قدر کردار ادا کیا جب حکومتیں کوئی کردار ادا کرنے سے قاصر رہیں تو ۱۸۵۹ء میں سلفرنیوں کی جنگ کے دوران جنگ کا شکار ہونے والوں کی خدمت نے ریڈ کراس کو جنم دیا۔ سکاوٹس تحریک کی بنیاد لارڈ پاول کے تجربے کے نتیجہ میں بین الاقوامی اُفق پر نمودار ہوئی۔ الزبتھ بلیک ویلز سیلی لیڈی ڈاکٹر نے نرسنگ کے پیشے کا دروازہ کھولا۔ خدمتِ خلق یا رفاہِ عامہ کے مقاصد کے حصول کے لیے اُنسویں صدی کے آخر میں قومی سطح پر یورپ امریکہ اور دیگر ممالک کی تنظیمیں وجود میں آئیں۔ امریکہ کی پہلی رضاکارانہ تنظیم فلاڈلفیا میں ۱۸۹۲ء میں قائم ہوئی۔ اس تنظیم کا نام "National T.B Association" تھا۔ ۱۹۶۱ء میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کی تشکیل ہوئی۔ جس نے موجودہ NGOs کی طاقت ور بنیاد ڈالی۔ اسی سال (World Wide Fund WWF) بھی قائم ہوا۔"[67]

۱۰. پاکستان میں این جی اوز کی تاریخ وحالیہ کارکردگی

"تقسیمِ برِصغیر سے قبل قائم شدہ اداروں نے تشکیلِ پاکستان کے بعد بھی اپنے امور فلاح کو جاری رکھا۔ ایک جائزے کے بعد حکومتِ پاکستان نے ان اداروں کو سماجی اور معاشی مسائل کے حل کے لیے ناکافی قرار دیا اس مرحلے پر اس ضرورت کا احساس ہوا کہ سماجی خدمات کے ایک منظم ساخت شدہ سسٹم کا نفاذ عمل میں لایا جائے۔ چنانچہ ۱۹۵۱ء میں اقوام متحدہ کے تعاون سے حکومتِ پاکستان نے سماجی بہبود اور امدادِ باہمی کا مربوط نظام متعارف کرایا ۱۹۵۶ء سے ۱۹۵۸ء تک اس کام کو وزارت ورکس اور سماجی بہبود سرانجام دیتی رہی۔ ۱۹۸۵ء میں اس مقصد کے لیے علیحدہ وزارت قائم کی گئی جس کو وزارتِ محنت اور سماجی بہبود کا

[65] ڈاکٹر اُم کلثوم، **ماہنامہ پکار ملت**، لاہور، جولائی ۲۰۰۰ء، ص: ۶۱

[66] کیتھرین انگلش اور آدم سیٹپلٹن، **انسانی حقوق**، ص: ۲۵

[67] محمد عطا اللہ صدیقی، این۔ جی۔ اوز مافیا، غیر مطبوعہ

نام دیا گیا اگلے سال ۱۹۵۹ء میں وزارتِ صحت، محنت اور سماجی بہبود کو یکجا کرتے ہوئے اسے ایک مرکزی سیکرٹری کے تحت کر دیا گیا ۱۹۶۱ء میں ایک آرڈیننس کے ذریعے "رضاکارانہ سماجی خدمات کے اداروں"(Voluntary Social Welfare Service Association) کے عنوان سے ایک قانون نافذ کیا گیا اس قانون میں سماجی اداروں کی ہئیتِ ترکیبی، عزائم، طریقہ کار اور احتساب جیسے اُمور تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے۔"[۶۸]

"قیام پاکستان کے وقت مہاجرین کی آبادکاری کے مسائل حل کرنے کے لیے واپئے۔ ایم سی اے، گنگارام ہسپتال، جان کی دیوی، گلاب دیوی ہسپتال، جامعہ اسلامیہ، دارالفلاح اسلامیہ، آل انڈین محمڈن ایجوکیشن اور انجمن حمایتِ اسلام نے قابل ذکر کردار ادا کیا۔ اس کے علاوہ دیہاتوں میں پنچائیت سسٹم کا قیام بھی غیر سرکاری تنظیموں کے وجود کا علمبردار ہے۔ پاکستان بننے کے فوراً بعد کئی NGOs وجود میں آنا شروع ہوگئیں۔ مثلاً اپوا، پاکستان ویمن نیشنل گارڈ، فیملی پلاننگ ایسویشن آف پاکستان، بہبود ایسویشن۔ اسی سلسلے کی مختلف کڑیاں ہیں۔ ۸۰ کی دہائی میں NGOs بنانا ایک فیشن بن گیا۔ اور ہر دوسرا شخص NGOs کی تشکیل یا اس میں شمولیت کے لیے کوشاں نظر آیا۔ صرف ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۶ء تک پانچ ہزار سے زیادہ این جی اوز وجود میں آئیں۔"[۶۹]

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی تنظیمیں وجود میں آئیں جن میں پاکستان ہلالِ احمر، پاکستان چائلڈ ویلفیئر کونسل، ہاؤس وائف ایسویشن، یونائیٹڈ فرنٹ فار ویمن رائٹس، فیڈریشن آف ڈیموکریٹک ویمن، فرینڈز آف اپواء، ساہی، ورکنگ فار ویمن آرگنائزیشن، ویمن ایڈ ٹرسٹ، بہبود، مہد ا، بنیاد، اثر فاؤنڈیشن اور WWO شامل ہیں۔

"شوکت خانم میموریل ہسپتال" ایک ایسا ہسپتال ہے جو کینسر کے مریضوں کا علاج کرتا ہے اس ہسپتال میں ایسے افراد جو بالکل نادار اور غریب ہیں اور ان کے پاس اتنی رقم بھی نہیں ہوتی کہ وہ اپنا علاج کرواسکیں ان کا زکوٰۃ فنڈ سے علاج کیا جاتا ہے یہاں ہر سال ایک محتاط اندازے کے مطابق ۶۰ فیصد افراد کا مفت علاج کیا جاتا ہے۔ اور انھیں موت کے کنویں میں گرنے سے وقتی طور پر بچا لیا جاتا ہے یہ دُکھی انسانیت کی مدد نہیں تو اور کیا ہے؟

اسی طرح ہر سال رمضان المبارک میں ایریل کے خالی بیگ جمع کر کے معذور اور ضرورت مند بچوں کی ہر ممکنہ مدد کی جاتی ہے۔ اسی طرح SOS Villages بھی ایک ایسی جگہ ہے جہاں بے سہارا بچوں کی مدد کی جاتی ہے۔ اور انھیں بھی دوسروں بچوں کی طرح زندگی کی سہولیات فراہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

"فاطمید فاؤنڈیشن" میں بھی ضرورت مند بچوں کو بروقت خون دے کر ان کی جان بچانے کی خدمت سرانجام دی جارہی ہے۔

کراچی میں "الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل" ایک ایسی NGOs کے طور پر کام کر رہی ہے جس کے ذریعے بیوہ عورتوں، یتیم بچوں اور ضرورت مندوں کی امداد کی جاتی ہے اسی طرح سیلاب زدگان، زلزلے سے متاثر ہونے والے افراد اور دُنیا بھر کے مصیبت زدہ انسانوں کو جو بھوک اور افلاس سے متاثر ہیں انھیں خوراک و رہائش کے لیے سامان اور ادویات فراہم کی جاتی ہیں اور جیلوں میں مستحق قیدیوں کی امداد بھی کی جاتی ہے یہ NGOs دنیا کی تمام مظلوم انسانیت کی بہترین مدد گار ہے۔

---

[۶۸] پروفیسر خورشید احمد، ماہنامہ ترجمان القرآن، جولائی ۲۰۰۱ء، ص:۴۳۷

[۶۹] محمد عطاالله صدیقی، این جی اوز مافیاء، غیر مطبوعہ

"جماعۃ الدوۃ پاکستان" ایک ایسی تنظیم ہے جو اسلام کی سربلندی کے لیے کوشاں ہے یہ ایک ایسی تنظیم ہے جو زکوٰۃ وصدقات کی رقم کے ذریعے شہیدوں کے گھر والوں کی کفالت، مساجد کی تعمیر، رمضان میں روزہ دار کی افطاری اور خدمت خلق کے دوسروں کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے۔ "فاطمید فاؤنڈیشن" انسانیت کی خدمت کرکے نیکی کمانے والی ایک ایسی تنظیم ہے جہاں تھیلسیمیا، ھیموفیلیا اور بلڈ کینسر جیسے خون کے موذی امراض میں مبتلا غریب اور نادار مریضوں کا مفت علاج کیا جاتا ہے۔ اور مریض بچوں کی زندگی کے چراغ کو روشن رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ گزشتہ چند سالوں کے دوران دل کی بیماریوں کا شکار ہونے والے افراد میں خطرناک حد تک اضافہ ہوا ہے۔ عالمی ادارۂ صحت (WHO) کے مطابق یہ پاکستان اور دنیا بھر میں اموات کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ غریب ہو یا امیر کوئی بھی کسی بھی وقت دل کے دورے کا شکار ہو سکتا ہے۔ مگر غریبوں کے لیے اس آزمائش سے نمٹنا اور علاج کی خاطر اخراجات برداشت کرنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے ایسی صورت حال میں نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیو ویسکولر ڈیزیزز (NICVD) اُمید کی ایک کرن ہے۔ National Institute of Cardio-Vascular Foundation دردمند دل رکھنے والے افراد اور اداروں کی مدد سے ایسے افراد کی بھرپور مدد کرتا رہا تاکہ ان کے دلوں کی دھڑکنوں کو بحال رکھا جاسکے۔

"الخدمت فاؤنڈیشن" ہنگامی حالات میں مدد، تعلیم، صحت اور دیگر شعبوں میں مذہب، ذات اور سیاست سے بالاتر ہو کر خدمات انجام دینے والی سب سے بڑی، سب سے قدیم اور سب سے مؤثر تنظیم ہے۔ مخلوقِ خدا کو خدا کا کنبہ سمجھنا اور دُکھی انسانیت کی خدمت اس تنظیم کے عقیدے میں شامل ہے۔ یہ تنظیم مذہب، ذات، فرقہ اور صوبائی تعصبات سے بالاتر ہو کر خدمتِ خلق کا کام کرتی ہے۔ مستحق مریضوں کے لیے صحت کی سہولتوں کی فراہمی، تعلیم بالغاں کا انتظام، قدرتی آفات کے موقع پر سب سے پہلے آگے بڑھ کر خدمت اور غریب و مستحق افراد کی مالی، قانونی اور اخلاقی امداد اور جیل کے قیدیوں کی مدد ان کے اہم اہداف میں شامل ہے۔ الخدمت فاؤنڈیشن نے افغانستان پر روسی حملہ کے وقت پورے افغانستان کے اندر اور پاکستان میں آنے والے افغان مہاجرین کی بھرپور مدد کی۔

ایک دوسرے کے دُکھ بانٹنا، ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرنا اور مصیبت زدگان سے ہمدردی رکھنا انسانی فطرت میں شامل ہے۔ گاؤں، دیہات میں یہ کام انفرادی سطح پر اور محدود پیمانے پر اجتماعی طور پر ہوتا ہے شہروں میں اس کا دائرہ نسبتاً وسیع ہوتا ہے لیکن خدمتِ خلق کے ضمن میں کچھ افراد ایسے بھی ہیں جنھوں نے انفرادی طور پر ایک نام پیدا کیا مثلاً عبدالستار ایدھی نے دُکھی انسانیت کی خدمت کرکے خدمتِ خلق کے میدان میں اپنا نام خوب روشن کیا۔ عبدالستار ایدھی کی شخصیت خدمتِ خلق کی تاریخ کی وارث شخصیت ہے۔ آپ کی تنظیم نے ہر حصے میں اپنا کردار ادا کر دکھایا۔

بیسویں صدی کے اختتام پر دو ایسی شخصیات کا بڑا تذکرہ رہا ہے جنھوں نے انسانیت کی بڑی خدمت کی ہے۔ ایک جنوبی افریقہ کے نیلسن منڈیلا ہیں جنھوں نے بلاشبہ ایک ملک اور قوم کو آزاد کرانے کا بڑا کارنامہ انجام دیا دوسری آنجہانی مدر ٹریسا ہیں جنھوں نے ایک لمبا عرصہ غریب اور مصیبت زدہ لوگوں کے ساتھ رہ کر ان کی خدمت کی اور آخر دم تک ان کے درمیان رہی دنیا ان کے کام اور نام کی معترف ہے مدر ٹریسا نے بے سہارا اور قریب المرگ لوگوں کے لیے زیادہ کام کیا اپنی خدمات سے انھیں اندازہ ہوا کہ وہ ان لوگوں کے لیے کام کر رہی ہیں جنھیں زندگی بھر اپنا کہنے والا کوئی نہیں ملا:

اس ساری بحث سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ این جی اوز کیا ہیں؟ اور کیا کر رہی ہیں؟ ہمارے ملک میں کچھ این جی اوز ایسی بھی ہیں جو خدمتِ خلق کی آڑ میں منفی کردار ادا کر رہی ہیں۔

"دیکھا جائے تو ان ترقی پذیر ممالک میں یہ این جی اوز ان غیر ملکی اداروں کے مہرے ہیں اور ایسے مہرے جس میں کبھی ان اداروں کی مات نہیں ہوتی وہ جس طرح چاہتے ہیں ان کو استعمال کرتے ہیں بقول روبینہ سہگل "لوگوں کی زندگی کو غیر سیاسی بنانے میں فنڈز دہندگان نہ صرف منڈی کی معیشت اور بازاری سوچ کو فروغ دے رہے ہیں بلکہ علم پر قبضہ کر کے اسے بھی مقامی لوگوں کے خلاف استعمال کر رہے ہیں وہ جیسا بھی علم چاہتے ہیں تیار کر کے مقامی غیر سرکاری تنظیموں کو دے دیتے ہیں اور یہ تنظیمیں عموماً بغیر سوچے سمجھے اس علم کو آگے بڑھاتی ہیں۔""[۷۰]

"صوبائی دارالحکومت میں خدمت خلق اور سماجی بہبود کے نام پر رجسٹرڈ ہونے والی ۱۰۶ این جی اوز میں سے ۴۲ این جی اوز تسلی بخش کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کر سکیں جبکہ باقی ماندہ این جی اوز کو بوگس یا کاغذی قرار دیا گیا ہے۔ انکوائری کمیشن کی رپورٹ کے مطابق ضلع لاہور کی ۱۳۹ این جی اوز نے دو کروڑ چالیس لاکھ پچانوے ہزار روپے ڈسٹرکٹ بیت المال کمیٹی سے حاصل کیے لیکن صرف ۲۳ این جی اوز نے ان گرانٹس کا صحیح استعمال کیا چار این جی اوز کی کارکردگی غیر تسلی بخش جبکہ ۱۸ این جی اوز کسی قسم کا ریکارڈ فراہم کرنے میں ناکام رہیں۔""[۷۱]

پنجاب میں اس وقت ۶۱۸۶ این جی اوز رجسٹرڈ ہیں جن میں سے ۴۰ فیصد این جی اوز کے پاس مالی امداد کے حصول اور اخراجات کا باقاعدہ ریکارڈ موجود نہیں صوبائی وزیر بیت المال و سماجی بہبود پیر بنیامین رضوی نے بتایا کہ پچھلے ۱۰ سالوں میں این جی اوز نے ایک ارب روپے سے زیادہ کی گرانٹ حاصل کی ہے جبکہ ان کی کارکردگی صفر رہی ہے ایک این جی او نے ہسپتال کے لیے ایمبولینس منگوائی اور چھ ماہ بعد اس کو ویگن بنا کر چلانا شروع کر دیا۔ لاہور میں چار افراد نے چار این جی اوز بنا کر دس دس لاکھ روپے کی گرانٹ لی یہ امداد معذور افراد کی بحالی اور بے سہارا لڑکیوں کے جہیز فنڈ کے نام پر لی گئی تھی حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ایک این جی او نے پنجاب حکومت سے ۵ ملین روپے حاصل کیے جب بعد میں چیک کیا گیا تو ایڈریس پر چائے کا کھوکھا موجود تھا کہیں چیک کیا تو سکول، ہسپتال، ڈسپنسری کے بجائے ایک ڈیرہ تعمیر کر رکھا تھا وزیر برائے سماجی بہبود محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن طویل عرصہ سے تعلیم کے شعبے میں دور افتادہ دیہات کے عوام کی خدمت سر انجام دے رہی ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ ہم تمام تر امتیازات سے بالاتر ہو کر انسانیت کی خدمت کریں بفضلہٖ تعالیٰ آج ہمیں بخوبی معلوم ہے کہ پیاسی روحوں اور بھٹکی انسانیت کے لیے سکونِ دل اور راحتِ جان اور نشانِ منزل کا پتہ صرف اور صرف اسی میں ہے کہ قرآن اور سُنت کو مضبوطی سے تھام لیا جائے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں بٹ نہ جاؤ۔

قرآن و سُنت ہی ہدایت اور نور کے دو بنیادی سرچشمے ہیں کہ ان سے فیض یاب ہو کر اُمتِ مسلمہ اپنے تمام گوناگوں مسائل کا حل تلاش کر کے دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتی ہے یہی علم بنیادِ انسانیت کو مضبوط، ہماری عمارت کو مستحکم، ہماری جڑوں کو سیراب اور ہمارے شجر کو سایہ دار و صد بہار بنانے کی خصوصیتِ کبریٰ رکھتا ہے۔

۱۱. خلاصہ بحث

[۷۰] جلال زئی، موسیٰ خان، **این جی اوز اور قومی سلامتی کے تقاضے**، ص: ۸۲

[۷۱] جلال زئی، موسیٰ خان، **این جی اوز اور قومی سلامتی کے تقاضے**، ص: ۸۳

اگر مکمل تحقیق و تدوین کے مقاصد کو سمجھا جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ دینِ اسلام محض عبادات اور رسم و رواج کا ایک پندہ نہیں بلکہ بہترین اسلوبِ حیات اختیار کرنے کی طرف رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ مذاہب کا بنیادی مقصد انسانیت کی بھلائی اور فلاح و بہبود ہے نہ کہ صرف خدا تعالیٰ کی عبادت۔ انسان معاشرت پسند ہے اور اکیلا رہنا اس کی سرگذشت میں شامل نہیں دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنے کی خواہش بھی اسی صورت میں ممکن ہو سکتی ہے جب انسانوں کو خدمتِ خلق کا احساس ہو گا اور ان میں خدمتِ خلق کا جذبہ ہو گا۔

خدمتِ خلق کا تصور بہت جامع اور وسیع ہے یہ اگرچہ ایک بلا معاوضہ خدمت ہے لیکن کوئی شخص اپنے فرائض اس طور پر ادا کرے جس سے عام انسانوں کو فائدہ پہنچے اور ملک و قوم کی بہتری ہو تو یہ ایک عظیم خدمت ہے۔ خدمتِ خلق کا دائرہ کار صرف انسانوں تک ہی محدود نہیں بلکہ اس میں حیوانات اور چرند پرند بھی شامل ہیں ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا چاہیے جو اللہ کی مرضی اور منشاء کے عین مطابق ہو اور جس کا مقصود صرف اور صرف انسانی ہمدردی اور خیر خواہی ہو۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا اور پیاسوں کو پانی پلانا اور محتاجوں کی مدد صرف اس اصول اور نظریے کے پیشِ نظر کی جائے جس کا مطلوب رضائے الٰہی ہو نہ کہ دنیاوی غرض و غایت دوسروں کی مدد کے لیے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے کیونکہ یہ نیکی ہے اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنی چاہیے۔"وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔"(سورۃ الحج ۲۲:۷۷)

خدمت صرف یہی نہیں کہ کسی کی مال کے ذریعے مدد کی جائے بلکہ جسمانی خدمات بھی خدمتِ خلق کے زمرے میں آتی ہیں۔ کسی نیک کام کی سفارش کرنا، مظلوم کی داد رسی کرنا، کسی کے جھگڑے کو دور کرا کے صُلح کرانا، میاں بیوی کے جھگڑے کو باہمی ملاپ میں بدلنا، کسی کو اچھا مشورہ دینا، مریض کی عیادت کرنا یہ سب خدمتِ خلق ہی تو ہے۔ اسلام وہ دینِ کامل ہے۔ جس کی تعلیمات قیامت تک کے لیے رشد و ہدایت ہیں۔ اسلام میں محبت و اُلفت اور ایثار و ہمدردی کا درس دیتا ہے جس کی بدولت انسان ایک دوسرے کے قریب سے قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے اسلام نے مخلوق کی خدمت کو خدا کی خدمت سے تعبیر کیا ہے اللہ کی مخلوق کے لیے ایسے کام کیے جائیں جن سے انھیں فائدہ پہنچے انسانوں کی خدمت کی ہر کوشش اسلام کے نزدیک عبادت ہے۔

کتابیات

ابنِ منظور، **لسان العرب**، دار صادر، (بیروت، ۱۹۵۶ء)

ابو الفضل عبد الحفیظ بلیاوی، **مصباح اللغات**، (مکتبہ برہان، جامعہ مسجد دہلی، ۱۹۵۰ء)

اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، (دانش گاہ پنجاب، ۱۹۸۰ء، ج:۴)

اصفہانی، امام راغب، **مفردات القرآن**، (المکتبہ القاسمیہ، لاہور، ۱۹۶۳ء)

اُم کلثوم، ڈاکٹر، **ماہنامہ پکار ملت**، (لاہور، جولائی ۲۰۰۰ء)

بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، امام، **الجامع الصحیح**، مترجم: علامہ وحید الزمان، (مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ۱۹۹۹ء)

جلال زئی، موسیٰ خان، **این۔ جی۔ اوز اور قومی سلامتی کے تقاضے**، (فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ۲۰۰۰ء)

جلال زئی، موسیٰ خان، **این۔ جی۔ اوز اور قومی سلامتی کے تقاضے**، (فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ۲۰۰۰ء)

الحاج مولوی فیروز الدین، **اردو فیروز اللغات**، (فیروز سنز لاہور)

حقی، شان الحق، **فرہنگ تلفظ**، (عمیر پبلی کیشنز، اسلام آباد، ۱۹۹۵ء)

خالد علوی، پروفیسر، **اسلام کا معاشرتی نظام**، (مکتبہ العلمیہ، لاہور، ۱۹۹۸ء)

خالد علوی، ڈاکٹر، ماہنامہ **دعوۃ**، (اسلام آباد، نومبر ۲۰۰۰ء)

خالد علوی، ڈاکٹر، **انسانِ کامل**، (الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، ۱۹۹۸ء)
خُرم مراد، **خدمتِ خلق کے انفرادی اور اجتماعی تقاضے**، (منشورات منصورہ لاہور، ۲۰۰۱ء)
خورشید احمد، پروفیسر، **ترجمان القرآن**، (جولائی ۲۰۰۱ء)
داناپوری، مولانا عبد الرؤف، **اصح السیر**، (مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۱۹۸۲ء)
صدیقی کاندھلوی، حامد الرحمان، حافظ، **جامع ترمذی**، (قرآن محل کراچی، ۱۹۶۷ء)
صلاح الدین ثانی، پروفیسر ڈاکٹر، **اصول سیرت نگاری تعارف**، (مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان، ۲۰۰۳ء)
ظہیر، نگار سجاد، **سیرت نگاری۔ آغاز و ارتقاء**، (قرطاس، ۲۰۱۰ء)
عبد الحفیظ بلیلاوی، **مصباح اللغات**، (مکتبہ برہان، جامعہ مسجد دہلی، ۱۹۵۰ء)
عبد الحمید، **جامع اللغات**، (ملک دین محمد اینڈ سنز تاجرانِ کتب، لاہور)
غازی، ڈاکٹر محمود احمد، **محاضرات سیرت**، (الفیصل ناشران و تاجران، لاہور، ۲۰۱۲ء)
غلام احمد، چودھری، **امن عالم سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں**، (اقبال پبلشنگ، کمپنی لاہور، ۱۹۹۹ء)
قادری گیلانی، محمد امیر شاہ، **انوارِ غوثیہ شرح الشمائل النبویۃ**، (عظیم پبلشنگ ہاؤس، پشاور، ۱۹۷۶ء)
کاندھلوی، محمد ادریس، مولانا، (**سیرۃ المصطفیٰ**، مکتبۂ عثمانیہ، لاہور)
کیتھرین انگلش اور آدم سیٹپلٹن، **انسانی حقوق**، مترجم: کامران رضوی، (ہیومن رائٹس سینٹر، اسلام آباد، ۱۹۹۵ء)
ماہنامہ، **ترجمان القرآن**، (جولائی ۲۰۰۱ء)
ماہنامہ، **دعوۃ**، (اسلام آباد، اپریل ۲۰۰۲ء)
مبارکپوری، مولانا صفی الرحمٰن، **الرحیق المختوم**، (مکتبۂ السلفیہ، لاہور، ۲۰۲۱ء)
محدث دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ، **حجۃ اللہ البالغہ**، (کتب خانہ شانِ سلام، راحت مارکیٹ اردو بازار لاہور)
محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، **خطبات بہاولپور**، (ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد، ۲۰۰۷ء)
محمد ہادی حسین، **اردو لغت تاریخی اصول پر**، (اردو لغت بورڈ، کراچی، ۱۹۸۷ء)
مسلم بن الحجاج، القشیری، امام، **صحیح مسلم**، مترجم علامہ وحید الزمان، (نعمانی کُتب خانہ، لاہور، ۱۹۸۸ء)
مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، **سیرت سرورِ عالم ﷺ**، (ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ۱۹۸۹ء)
مولانا عبد السلام بستوی، **اسلامی تعلیم**، ج: ۲، (نعمانی کتب خانہ لاہور، ۱۹۹۰ء)
M. Harry Cassidy, *Social Security and Reconstruction in Canada*, P: ۱۳
Walter A. Friedlander, *Concept and Methods of Social Work*, P: ۷